مولای صل وسلم دائماً ابداً علی حبیبک خیر الخلق کلھم

درس حدیث

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ کے زیرِ اہتمام ہر اتوار کو نمازِ مغرب کے بعد جامعہ مدنیہ میں "مجلسِ ذکر" منعقد ہوتی تھی۔ ذکر سے فارغ ہو کر حضرت رحمہ اللہ حدیث شریف کا درس بھی دیا کرتے تھے۔ ذکر و بیان کی یہ مبارک اور رُوح پرور محفل کس قدر جاذب و پُرکشش ہوتی تھی الفاظ اس کی تعبیر سے قاصر ہیں۔

محترم الحاج محمود احمد عارف کی خواہش و فرمائش پر عزیز بھائی شاہد صاحب سلمہٗ نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کے بہت سے دروس ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ محفوظ کر لیے تھے اور پھر دروس والی تمام کیسٹیں اُنہوں نے مولانا سید محمود میاں صاحب کو عطا کر دیں۔

ہماری دعا ہے کہ جن کی مہربانی، توجہ اور سعی سے یہ انمول علمی جواہر ریزے ہمارے ہاتھ لگے، حق تعالیٰ اُن سب کو بیش از بیش اجر سے نوازے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ یہ قیمتی لؤلؤ لالا "انوارِ مدینہ" کے ذریعہ حضرت رحمہ اللہ کے مریدین و احباب تک قسط وار پہنچاتے رہیں گے۔

واضح رہے کہ حضرت کے خلفِ اکبر اور جانشین حضرت مولانا سید رشید میاں صاحب کے زیرِ اہتمام ذکر و درس کا یہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ اَب بھی جاری ہے۔

ہنوز آں ابرِ رحمت درفشاں است خم و خمخانہ با مہر و نشان است

کیسٹ نمبر ۲۲ سائیڈ بی ۱۹۸۳-۷-۲۲ء

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

اما بعد! عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ہَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ[1]

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: (دُنیا و آخرت میں قرابت و مرتبہ میں اور دینی مددگار ہونے کے اعتبار سے) تم میرے لیے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے حضرت ہارون علیہ السلام تھے۔ بس فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۳

پہلے ایک روایت گزری تھی جس میں یہ تھا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی“ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے لیے حضرت ہارون (علیہ السّلام) اِلَّا اَنَّہٗ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ“ سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں، مَیں نے اس کے بارے میں واقعہ نقل کیا تھا اور یہ کہ یہ جملہ کس وقت ارشاد فرمایا،

حضرت آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آنے والے واقعات میں سے بہت سے واقعے ایسے ہیں اہم جن کی اطّلاع دی ہے، اگر کسی شخص سے تعلّق تھا اُن واقعات کا تو اُسے بتا دیا اور کسی شخص سے نہیں ہے اُمّت سے ہے تو اہم واقعات ارشاد فرما دیے کہ یہ یہ چیزیں پیش آنے والی ہیں آگے کو آئندہ، تو اُنھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی بتلا دیا۔

جو واقعات اُن سے متعلّق تھے وہ حدیثوں میں آتے ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ جب کوئی چیز ایسی دیکھتے تھے تو فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سچ فرمایا، اور کئی چیزیں ایسی پیش آئیں وہ اپنے دَورِ خلافت میں جب خلافت طے ہو گئی اور اس کا طریقہ مَیں نے پہلے عرض کیا تھا جو اُنھوں نے بنایا تھا کہ اہلِ بدر جس پر متفق ہو جائیں اُس کو خلیفہ ہونا چاہیے تو اہلِ بدر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ آپ خلیفہ ہوں تو آپ نے اُنھیں بیعت کیا اور یہ فرمایا کہ اس انتخاب کا حق جو ہے وہ اہلِ بدر کو ہے۔ کیونکہ اہلِ بدر کے برابر کسی کی قربانیاں نہیں سب سے پہلے خدا کی راہ میں نکلنے والے اہلِ بدر ہی ہیں جنھوں نے جہاد کیا۔ جانیں قربان کیں اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حفاظت اور آپ کے گِرد جاں نثاری کا مظاہرہ کیا، خدا کی راہ میں بہادری شجاعت بے جگری اِن چیزوں کا مظاہرہ کیا، اُن کا درجہ شروع سے آخر تک تمام صحابۂ کرام کی نظر میں بلند رہا۔

حدیث شریف میں آتا ہے۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ مَیں نے فرشتے یعنی حضرت جبریل علیہ السّلام سے دریافت کیا جو اُن فرشتوں میں تھے جو بدر میں اُترے تھے (جن کے اُترنے کی غرض یہ تھی کہ لوگوں کے حوصلے بلند رہیں ہمّت نہ ہاریں برکت ہو کام میں، جلدی ہو زیادہ ہو تھوڑے وقت میں ہو جائے۔ مکمّل ہو جائے۔ یہ فائدہ تھا اُن کے اُترنے کا) کہ اہلِ بدر کو تم لوگ یعنی فرشتے اپنے لوگوں میں اپنے فرشتوں میں کیسا سمجھتے ہو؟ کیا درجہ دیتے ہو؟ تو اُنھوں نے جواب دیا کہ جس

طرح سے کہ انسانوں میں (مسلمانوں میں) وہ افضل ہیں سب سے جو بدر میں شامل ہوئے تھے۔ اِسی طرح ملائکہ میں بھی وہ ملائکہ دوسرے ملائکہ میں افضل ہیں جو بدر کے موقع پر بھیجے گئے، تو اہلِ بدر کے انتخاب پر آپ منتخب ہوگئے، اور وہاں سے (مدینہ منورہ سے) روانہ ہونا چاہا، کچھ لوگوں نے کہا کہ جناب تشریف نہ لے جائیں کیونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ مدینہ شریف میں رہے کہیں نہیں گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ میں رہے کہیں نہیں گئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مدینہ میں رہے کہیں نہیں گئے تو آپ بھی کہیں نہ جائیں کسی کو بھیج دیں جس مقصد کے لیے جانا ہے کسی کو بھیج دیں تو آپ نے فرمایا کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، (حضرت عبداللہ بن سلام ایک صحابی ہیں جو اہل کتاب میں سے تھے یعنی یہودی تھے اور مسلمان ہوگئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرب ترین صحابہ کرام میں تھے۔ انہوں نے عرض کیا منع کیا اُن سے آپ نے یہ حدیث بیان فرمائی تھی کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے) کہ تمہاری موت اُس وقت تک نہیں ہوگی جب تک تمہارے اس حصہ سے یہ حصہ رنگین نہ ہوجائے سر کی طرف اشارہ کیا اور ڈاڑھی کی طرف اشارہ کیا اور اس میں مقام بھی بتلایا گیا ہے عراق، عراق کہاں فتح ہوا تھا اُس وقت، اس وقت صرف حجازِ مقدس پر حکومت تھی اُس سے آگے نہیں تھی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی چیزیں بتائی ہیں۔

ایک آدمی آیا اور اُس نے کہا کہ بڑے فاقہ کی حالت جا رہی ہے ہماری، دوسرے نے کہا اس طرح سے راستے محفوظ نہیں ہیں کسی اور نے کچھ اور کہا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دیکھو اتنا امن ہوجائے گا کہ ایک عورت حیرہ سے چل کر وہاں تک پہنچے گی اور اس طرح سے سفر کرے گی تن تنہا اور ہر آدمی سفر کرے گا لَا یَخَافُ اِلَّا اللّٰہَ اَوِ الذِّئْبَ عَلٰی غَنَمِہٖ صرف اُسے خدا کا خوف ہوگا یا یہ اندیشہ ہوگا کہ کوئی جانور آکر حملہ آور نہ ہوجائے۔ بھیڑیا نہ آجائے میری بکریوں پر، اس کے علاوہ کوئی خوف نہ ہوگا۔

اور یہ بھی فرمایا آپ نے کہ دیکھو لَتُنْفِقُنَّ کُنُوْزَھُمَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یہ جو کسریٰ اور ہرقل ہیں ان دونوں کے یعنی روم سلطنتِ رومہ، شام کی سلطنت اور کسریٰ یہ فارس اور عراق پر جو دو علاقوں پر تھی حکومت اِن کی، ان کے خزانے تم لوگ خدا کی راہ میں خرچ کروگے تو جس نے فاقہ کی شکایت کی تھی اُس کا بھی جواب ہوگیا کہ اتنا ملنے والا ہے اور جس نے شکایت کی تھی کہ

راستے محفوظ نہیں ہیں اُس کا بھی جواب آپ نے دے دیا کہ یہ دَور آنے والا ہے تو جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یہ فرمارہے تھے کہ یہ دَور آنے والا ہے کہ ایسے سفر کرے گی ایک عورت اور بالکل محفوظ ہو گی ڈر ہی نہیں ہوگا۔ اُسے کسی قسم کا، تو حضرت عدی بن حاتم رضؓ کہتے ہیں کہ میں دل میں سوچ رہا تھا کہ اَیْنَ دُعَارُ طَيٍّ - یہ جو بنی طیٌ کے ڈاکو ہیں یعنی جس قبیلے کے یہ خود تھے۔ عدی بن حاتم طائی یہ بنی طیٌ ایک قبیلہ تھا یہ لوگ لُوٹ مار کرتے تھے، اِدھر لُوٹ مار کرتے تھے تو دوسری طرف خرچ بھی کرتے تھے تو اُن کی کمائی کا ذریعہ بھی یہی تھا ڈاکے مارلیے قافلے لُوٹ لیے اِس طرح سے تو وہ کہنے لگے اَیْنَ دُعَارُ طَيٍّ اَلَّذِیْنَ سَعَّرُوا الْبِلَادَ کہتے ہیں میں دل میں سوچ رہا تھا کہ یہ جو ڈاکو ہیں بنی طیٌ کے لوٹنے والے ہیں جنھوں نے شہروں میں آگ لگا رکھی ہے یہ کہاں چلے جائیں گے اُس وقت؟ پھر حضرت عدی رضؓ فرماتے ہیں کہ میں اُن لوگوں میں خود شامل تھا کہ جن لوگوں نے کِسرٰی کا خزانہ منتقل کیا بیت المال مدینہ منورہ میں، خزانہ وہاں سے اکٹھا کیا اور منتقل کر دیا، ارشاد فرمایا تھا۔ لَتُنْفِقُنَّ کُنُوْزَ هُمَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ان دونوں سلطنتوں کے خزانے تم ضرور خرچ کرو گے خدا کی راہ میں، تو ایسے ہی ہوا۔

صحابہ کرام کی زندگیاں تو فی سبیل اللہ خرچ کرنے ہی پر گزریں اُنہی کے ہاتھوں تسخیر ہوئی ان علاقوں کی، فتح ہوئے یہ علاقے اور اُنھیں کے ہاتھوں اُن کی جو آمدنی تھی جو کچھ حاصل ہوا مالِ غنیمت وہ اُنھیں ہی ملا اور وہ خدا کی راہ میں خرچ کرنے کے عادی تھے۔ بہتر انداز میں سب سے بہتر انداز میں۔

حضرت عدیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ بھی فرمایا کہ دیکھو قیامت کے دن سب کے سب کو اللہ تعالیٰ کی رُؤیت حاصل ہو گی سب کو دیدار حاصل ہوگا اور وَلَا تُضَامُّوْنَ فِیْ رُؤْیَتِہٖ اللہ تعالیٰ کو دیکھنے میں کوئی دُشواری نہیں ہو گی جیسے کہ چاند کو دیکھنے میں ہر آدمی اپنی جگہ دیکھ لیتا ہے۔ یہ ایک دوسرے پر نہیں چڑھتا ہجوم نہیں کرتے، اسی طریقے پر خداوند کریم کی جو تجلیات ہوں گی، اُن سے ہر مسلمان محظوظ ہوسکے گا حصّہ ملے گا اُس کو اللہ کی رُؤیت کا، تو گویا دو باتیں دنیا کی بتادیں اور اُس کے ساتھ وہ باتیں جو آخرت میں پیش آنے والی ہیں وہ اُس کے ساتھ تعلیم فرمادیں یہ فرمادیا کہ جو وہاں جائے گا پیش ہوگا قیامت کے دن دائیں طرف دیکھے گا تو جہنّم بائیں طرف دیکھے گا تو جہنّم،

فرمایا تم جو کچھ کر سکتے ہو کرو، اگر ایک آدمی خُدا کی راہ میں ایک کھجور بھی نہیں خرچ کر سکتا تو پھر آدھی کھجور خرچ کرے ـــــــــ خرچ کرنا ایسی چیز ہے کہ اس سے قیامت کی آگ سے بچت ہو گی اور خرچ کرنے میں یہ نہیں کہ زیادہ ہو تو ہی خرچ کیا جائے کسی کی آمدنی تھوڑی ہے تو وہ تھوڑا ہی دے وہ پانچ کا سکّہ ہی دے سکتا ہے دس کا سکّہ ہی دے سکتا ہے مگر خرچ کی عادت ڈالے۔

خُدا کی راہ میں خرچ کرو اور نیت یہ کرو کہ قیامت کی آگ سے خُدا مجھے بچالے۔ ساتھ ساتھ یہ ذکر فرما دیا یہ تعلیم فرمادی یہ اقتصادی بھی ہے کہ ہر آدمی خرچ کرے۔

ایک دفعہ ایک صحابی نے پُوچھ لیا تھا کہ اگر کسی آدمی کے پاس خرچ کرنے کے لیے کچھ بھی نہ ہو پھر کیا کرے؟ تو فرمایا کہ پھر فَبِکَلِمَۃٍ طَیِّبَۃٍ کسی کو اچھی بات سُنا دو، کسی کو اچّھی بات سُنا دینا اچھی تعلیم دے دینا یہ بھی صدقہ ہے اور اس کے بعد پھر فرمایا کہ کسی کی مدد کرو کوئی پریشان حال ہے اُس کی مدد کرو۔ کوئی بیمار ہے اُس کا کام کر دو۔ کوئی پڑوسی ہے اُس کے پاس کام کے لیے آدمی نہیں ہے اس کا کام کر دو۔ پڑوسی ہو یا مُسافر ہو یا کوئی مزدور ہو اُس کی مدد کر دو، سامان اُٹھا کر اُس کے سر پر رکھوا دو، پہنچانے میں اُس کی مدد کر دو جو بھی مدد تم کر سکتے ہو کر دو۔

مَلْهُوْف جو پریشان حال ہے مدد چاہتا ہے اُس کی مدد کرنے میں کچھ خرچ نہ ہوتا ہو وہ کام تو کر سکتے ہو اپنے جسم سے کرنا ہے وہ کر دو تو آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہ کرام کو بہت ساری چیزیں بتائی ہیں۔

حضرت عدیؓ کو خطاب کر کر فرمایا هَلْ رَأَیْتَ الْحِیْرَۃَ تم نے دیکھا ہے حیرہ مقام وہاں سے وہاں تک اس طرح فرمایا، اسی طریقہ پر اور بھی صحابہ کرام ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ جو ساتھ ہی رہے ہیں۔ بچپن میں لے لیا تھا اپنے ساتھ لگا لیا تھا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر جب آپ مدینہ منوّرہ تشریف لے آئے تو پھر حضرت علیؓ بھی مکّہ مکرمہ سے آگئے جو امانتیں دینی تھیں وہ ادا کر کے وہ بھی آگئے اور ساتھ رہے شادی کر دی بیٹی سے اور گھر ہی رکھ لیا، یہ گھر داماد رکھا تھا اِن کو جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک مکان دے دیا الگ ہی رہتے تھے، رہتے الگ تھے مگر قریب تر تو ساری عمر ساتھ رہا ہے آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم کا، بعثت سے پہلے سے، نبوّت نہیں ہوئی تھی

ابھی لیکن نبوّت کے بعد سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں کم عمر لوگوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں جو عمر بھی تھی آپ کی گیارہ سال یا زیادہ تھی تو اس میں سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں کم عمر لوگوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی ہیں اس میں اختلاف ہے کہ سب سے پہلے ایمان کون لایا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا یا حضرت علی رضی اللہ عنہ،

اور منیٰ وغیرہ میں نماز پڑھتے تھے تو یہ ساتھ ہوتے تھے اور لوگ دیکھتے تھے اور ہنستے بھی تھے۔ ساری عمر گزاری آپ کے ساتھ تو اُن کو بہت چیزیں بتائیں اور بہت چیزیں اُنہیں آتی تھیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف لوگوں کا رُجحان بہت تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی موجودگی تک جب وہ خود خلیفہ نہیں تھے اُس وقت تک لوگوں کا رُجحان علم حاصل کرنے کے لحاظ سے بہت تھا تو اُن سے لوگوں نے آپس میں ذکر بھی کیا کہ کیا وجہ ہے؟ ایک صحابی سے اُن کے بیٹے نے پُوچھا کہ کیا وجہ ہے اُن کے گرد اتنا (جمع ہوتے ہیں لوگ) اُنھوں نے کہا کہ کون ہے صحابہ کرام میں اور ایسا جو یہ کہے کہ مجھ سے پُوچھ لو۔

ایک جگہ فرمایا آپ نے اظہار فرمایا کہ کوئی سورت اور کوئی آیت جو آیتیں اکٹھی اُتری ہوں مثلاً میرے علم سے باہر نہیں ہیں، وہ کہاں اُتریں کس جگہ اور کس طرح اُتریں؟ کس قصہ میں اُتریں میں سب جانتا ہوں اور فرمایا کرتے تھے اپنے دَور میں بھی کہ مجھ سے پُوچھ لو، اس کا ثبوت ہے بالکل کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مسائل دریافت کرائے ہیں حضرت علی رضؓ سے اُس زمانہ میں جب لڑائی جاری تھی۔ ایک عورت کا مسئلہ دریافت کرایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ ہماری طرف تو ہوا نہیں۔ یہ ہُوا کہاں ہے قصہ ایسا؟ کہیں قصہ پیش آیا ہوگا آپ اس عورت سے پوچھنے لگے کہ تو شاید ہمارے اندر آگئی ہے اُدھر سے، ایسا تو نہیں کہ تو اُن سے تعلق رکھتی ہو؟ اس نے کہا نہیں بہرحال مسئلہ پوچھا اور اُنھوں نے جواب دیا اُس مسئلہ کا وہ مسئلہ لاینحل تھا جس میں تردُّد تھا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی اور اُنھوں نے اس طریقہ پہ دریافت کرایا۔ بعد میں پتہ چل گیا ہوگا کہ یہ ہمارا نہیں ہے اُن کا ہے اور اس طرح سے کئی مسئلے پیش آئے لوگوں کو پتہ چلا جو متعلقین تھے جنھوں نے بیان کیا جن سے روایت چلی ہم تک پہنچی کتابوں میں موجود ہے تو اس میں کوئی شک و شبہہ نہیں کہ اُن کا درجہ بہت بلند ہے علمی اعتبار سے۔

اور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلّم نے بھی فرمایا کہ سب سے عمدہ فیصلہ دینے والے علی ہیں اور یہ ان لوگوں میں ہیں کہ جن کے فیصلے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے صحیح قرار دیے ہیں، یعنی کچھ صحابہ کرام ہیں ایسے کہ جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ تم پڑھایا کرو، کسی کو فرمایا تم فیصلے دیا کرو اور کیسے دوگے ؟ یہ پُوچھ لیا پھر فرمایا ٹھیک ہے ایسے دو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا۔ وہاں سے وہ آئے اور ایک قصہ پیش آگیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فیصلہ دے دیا اُن کی تشفی نہ ہوئی وہ آئے، جب آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں بھی یہی جانتا ہوں جو علی رضؓ نے کہا، جو علی رضؓ نے کہا وہی میرا علم بھی ہے یعنی میرا علم بھی وہی تقاضا کرتا ہے جو علی رضؓ نے کہا اور ٹھیک کہا زور دینے کے لیے یہ فرمایا کہ جو علیؓ نے کہا میں بھی وہی جانتا ہوں یہ زور دینے کے لیے تاکہ اُن کی ذہنی پُوری تشفی ہوجائے تو اُن لوگوں میں ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہ جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے زمانے میں آپ کی موجودگی میں فتوی بھی دیے فیصلے بھی کیے اور آپ نے پسند فرمائے حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ اتنے بڑے آدمی ہیں اور دَور ملا ہے کافی اُن کو دس سال کا عرصہ ملا ہے۔ اس میں تبلیغ کی اشاعت کی دین کی اور علوم بہت آتے تمام قسم کے مسائل پیش آتے رہے سب مسائل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مشورہ بھی لیتے رہے اور اُن کا فرمانا تھا کہ اَقْضَانَا عَلِیٌّ ہم میں سب سے زیادہ عمدہ فیصلہ دینے والے علی رضؓ ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں

اپنے معاملہ میں بھی ذرا سی بھی زیادتی نہیں کی۔ شہادت کے قریب جب وہ خلیفہ تھے اپنے دَور میں ایک شخص آکر کہتا ہے کہ ان لوگوں نے آپ کے خلاف سازش کی ہے اور قسمیں کھائی ہیں کہ آپ کو شہید کر دیں تو آپ نے فرمایا کہ میں اُن کے ساتھ کیا کر سکتا ہوں۔ یعنی شریعت میں کوئی تعلیم ایسی نہیں ہے کوئی اس طرح کا قانون نہیں دیا جا سکتا اور کوئی قانون ایسا نہیں بنایا جا سکتا کہ ان لوگوں کو سزا دے دی جائے کیونکہ ابھی ان لوگوں نے قتل کا ارتکاب نہیں کیا جب قتل کر لیں گے تو مجرم بنیں گے ابھی تو قسمیں کھائیں ہیں وعدہ آپس میں کیا ہے اُس آدمی نے کہا کہ آپ کو انہوں نے بُرا بھی کہا ہے گالیاں بھی دی ہیں تو انھوں نے فرمایا کہ ایسے ہے کہ میں تو اس کے جواب میں کچھ نہیں کہہ سکتا تم چاہو تو انھیں گالیاں دے لو اور یا رہنے دو ایسے ہی، آپ اپنے معاملہ میں اتنے ٹھنڈے تھے

اسی طرح ایک آدمی کی سمجھ میں نہیں آیا تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کَیْفَ اَقْتُلُ قَاتِلِیْ یہ جملہ بھی اُنکا منسوب ہے اُن کی طرف کہ میں اپنے قاتل کو کیسے قتل کر سکتا ہوں جو کسی کا قاتل ہوگیا اور وہ مقتول ہوگیا۔ مقتول تو مُردہ ہو جاتا ہے وہ کیسے قاتل کو مار سکتا ہے اور وہ قاتل جب بنے گا جب یہ مر چکا ہوگا۔ اُس سے پہلے وہ قاتل نہیں ہے وہ حملہ آور ضرور کہلائے گا قاتل نہیں کہلا سکتا تو کَیْفَ اَقْتُلُ قَاتِلِیْ میں اپنے قاتل کو کیسے مار سکتا ہوں ؟ تو اتنا انصاف کہ جب حملہ کیا ہے تو بھی آپ نے یہ فرمایا ہے کہ اگر میں مرجاتا ہوں اس حملے سے (وہ زہر آلود تلوار تھی اُس کے زخم سے شہادت اس طریقہ پر ہوئی ہے تو اگر میں اس سے مرجاتا ہوں) تو میرے ورثاء جانیں اور اگر میں زندہ رہا تو میں جانوں اور یہ جانے، تو اتنا زیادہ انصاف اور عدل اور ٹھنڈا پن کہ کسی وقت بھی نہیں ہٹے اپنی جگہ سے یہ اُن کی خصوصیات ہیں اور پھر اس کے ساتھ ساتھ وُفورِ علم، اِس کے ساتھ ساتھ ذہن کی تیزی تمام چیزیں اللہ تعالیٰ نے دیں، لیکن یہ بھی ہونا تھا ساتھ ساتھ جو کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے بتا دیا تھا آنہیں۔

حضرت علی فرماتے ہیں اور حضرت زِرّ بن حُبیش اس کے ناقل ہیں، زِر بن حُبیش بہت بڑے قاری تھے، قُرّاء میں ہیں وہ کوفے کے) تو حضرت علی رضؓ نے فرمایا وَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّۃَ وَبَرَأَ النَّسَمَۃَ قسم اس ذات کی جس نے دانہ کو پھاڑ کر اُس میں سے پودا پیدا کیا وَبَرَأَ النَّسَمَۃَ اور جس نے انسان کو تراش کر پیدا کیا بَرَأَ النَّسَمَۃَ انسان کو جاندار کو ایک ترشا ہوا ناک کان آنکھ ہر چیز بنی ہوئی یا اچھی طرح پیدا کیا اِنَّہٗ لَعَھِدَ النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سمجھا کر یہ بات فرمادی تھی اَنْ لَّا یُحِبَّنِیْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا یُبْغِضُنِیْ اِلَّا مُنَافِقٌ مجھ سے محبت کرنے والا وہی ہوگا جو ایمان والا ہوگا اور بغض رکھنے والا وہ ہوگا جو منافق ہوگا، تو ان سے محبت رکھنی ضروری ہے اور اُن سے نفرت منع ہے لیکن دونوں اعتدال میں ہوں محبت بھی اعتدال میں ہونی ضروری ہے اگر اعتدال سے ہٹ جائے تو وہ شیعیت ہو جائے گی وہ گمراہی ہو جائے گی۔

اور پھر اسی طرح ایک جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ میری وجہ سے دو طرح کے فرقے پیدا ہو جائیں گے ایک وہ جو مجھ سے محبت کرے گا اور اُس میں غلو کرے گا اور ایک وہ جو مجھ سے نفرت کرے گا اور اس میں غلو کرے گا، جو محبت کرے اور اُس میں بہت زیادہ آگے بڑھ جائے۔ دعویدار ہو جائے دعووں میں آگے بڑھ جائے۔ محبّت میں کیا آگے بڑھے گا۔ دعووں میں بڑھے گا آگے تو وہ شیعوں کا ہوگیا اور دوسرا طبقہ وہ جو نفرت کرنے والا ہے، وہ خوارج کا ہے وہ کہتے

(بقیہ بر صفحہ ۲۲)

والرجفة وسكن قلبه من الوجع، ومن كتبها في شقاقِ طين وجعلها في غلة لم تسرق ولم تسوس وبورك فيها، ومن كتبها وجعلها في اعلى عتبة حانوته او باب منزله وبستانه كثر عليه الرزق ولم يرخصاصة ولا خسارة ولم يدخل عليه لص واذا كنت في سفرٍ او موضع فخيف فخط عليك بالحربة دائرة واقرأ عليها آية الكرسيّ وسورة الاخلاص والمعوذتين والفاتحة وقل لن يصيبنا الا ما كتب الله لنا (الآية) فانك لا يصل اليك احد ولا يقدر احد على اذيتك من الجن والانس [1]

محفوظ رہے اور صحت نصیب ہو اور ہر قسم کے خوف اور اندیشہ سے سالم رہے۔ اور اگر اسے ٹھیکریوں پر لکھ کر غلہ میں رکھ دے تو چوری نہ ہو اور گھن سے محفوظ رہے اور اس میں برکت ہو۔ اور جو اسے اپنی دکان یا مکان میں کسی اونچی جگہ رکھ دے تو رزق بڑھے اور کبھی فاقہ نہ ہو اور وہاں چور نہ آئے۔ اور اگر کسی خوف ناک جگہ میں رہنے کا اتفاق ہو تو یہ آیتیں مع سورۂ اخلاص اور معوذتین اور آیت قُل لَّن یُّصِیبَنَآ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا ھُوَ مولانا وعلی اللّٰہِ فلیتوکل المتوکلون پڑھ کر اپنے گرد ایک دائرہ کھینچ لے انشاء اللہ کوئی موذی نہ پہنچ سکے گا اور کوئی جن یا انسان ایذا نہ پہنچا سکے گا۔

قبولیتِ دعاء کے لیے

(۵) جمعہ کے روز عصر کی نماز کے بعد خلوت میں ستر بار آیت الکرسی پڑھنے سے قلب میں عجیب کیفیت پیدا ہوگی اور اس حالت میں جو دعاء کرے گا قبول ہوگی [2]

بقیہ: درسِ حدیث

ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ مسلمان ہی نہیں تھے، معاذ اللہ، وہ اسلام پر ہی نہیں تھے وہ تکفیر کرتے ہیں، تو اس طرح کی چیزیں سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اُن کی محبت دے اور آخرت میں اُن کا ساتھ نصیب فرمائے۔

[1] الدر النظیم ص ۳۵ [2] اعمال قرآنی ص ۹۲ حصہ سوم